❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

تین سلام

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (النساء:87)

اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لَوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

نبیؐ کا حکم ہے اَفْشُوا السَّلَام یاد رہے
شِعار اپنا ہے کہنا سلام یاد رہے
سلام ہوتا امن و سلامتی کا پیام
ہر ایک یہ طریق کلام یاد رہے

معزز سامعین! آج مجھے جماعتِ احمدیہ میں روزانہ کی بنیاد پر بیان ہونے والے ایک اہم مضمون کو ”تین سلام“ کے یونیک عنوان سے بیان کرنا ہے۔ اَور وہ موضوع ہے ”خطباتِ امام کی اہمیت وبرکات“

مَیں نے موجودہ دَور کے اِس اہم ترین مضمون کو ”تین سلام“ کا عنوان اِس لئے دیا ہے کہ حضرت خلیفۃُ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو خطبہ ارشاد فرماتے وقت تین دفعہ ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ“ ارشاد فرماتے ہیں۔ یعنی وہ احمدی احباب وخواتین جو مسجد مبارک ٹلفورڈ میں بنفسِ نفیس حاضر ہو کر یا ایم ٹی اے کے توسّط سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ براہِ راست سنتے ہیں وہ دو دفعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست سلامتی وصول کرتے ہیں۔ ایک دفعہ جب حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد مبارک میں قدم رنجہ فرماتے ہیں تو ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ“ ارشاد فرماتے ہیں۔ دوسری مرتبہ اذان کے بعد اَور خطبہ ارشاد فرمانے سے قبل ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ“ فرماتے ہیں۔ یہ دو سلامتیاں ایم ٹی اے کے توسّط سے دنیا بھر کی فضاؤں میں گونجتی ہیں اَور 220 سے زائد ممالک وجزائر میں بسنے والے کروڑوں احمدیوں کے کانوں میں رَس گھولتی اور ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ“ کی صداؤں کی صورت میں واپس مسجد مبارک کی دیواروں سے چھوتی اَور امام وقت کے لئے سلامتی کی دعائیں بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور درجۂ قبولیت پاتی ہیں۔

سامعین! ہاں ایک ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ“ جو تیسری سلامتی کہلاتی ہے وہ ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد واپس جاتے وقت بلند فرماتے ہیں۔ اِس سلامتی سے وہ مقتدی فیض یاب ہوتے ہیں جو احاطۂ اسلام آباد بالخصوص مسجد مبارک، ایوانِ محمود، مارکیز اور اسلام آباد کے مکین اپنے گھروں میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی میں سُن پاتے ہیں۔ تو یہ ایک ایسی لاجواب بابرکت اہمیت وفضیلت اور برکت ہے جو حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے براہِ راست خطبہ جمعہ سننے والے کو حاصل ہوتی ہے۔ اِسے ہم لائیو ”السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ“ کا نام دے سکتے ہیں یا عالمگیر سلام کہہ سکتے ہیں جو حتمی اَور یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ آج دنیا میں یہ سعادت کسی فرقہ اور مذہب کو حاصل نہیں۔ خلیفۃُ المسیح کی عالمگیر آواز کو امام کعبہ کی آواز سے موازنہ کرتے ہوئے ایک معاندِ احمدیت نے لکھا تھا جس کا ملخّص یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے امام کی آواز دنیا کے تمام برّاعظموں میں بیک وقت پہنچتی ہے جبکہ امامِ کعبہ کی آواز تمام براعظموں تک نہیں جاتی۔ اور اِس نے لکھا کہ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

عالمگیر سلامتی کی اہمیت وبرکات

سامعین کرام! مَیں اوپر بیان ہونے والے عنوان کی اہمیت کو دوبالا کرنے کے لئے آپ حاضرین کو 1500 سال قبل کے دَورِ اسلام میں لے جانا چاہتا ہوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ یمن کی طرف اپنا رُخِ انور کر کے فرمانے لگے۔ مجھے یمن کی جانب سے خوشبو آ رہی ہے وہاں خدا کا ایک بندہ رہتا ہے جو والدہ کی خدمت

میں مصروف تھے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مل نہ پائے تھے اور حضورؐ نے فرمایا تھا کہ جو بھی انہیں ملے اُن کو میرا سلام عرض کرے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے صرف حضورؐ کا سلام کہنے کے لئے یمن کا سفر فرمایا تھا۔

21 ،اپریل 1899ء یوم عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

''پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 195-196)

پھر حضورؐ نے دوسرا سلام امام مہدیؑ کے لئے کہا تھا کہ جو بھی اُسے پائے اُسے میرا سلام پہنچائے خواہ برف کے تودوں پر گھسٹ گھسٹ کر جانا پڑے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔''

(الدار المنثور جلد 2 صفحہ 245)

اِن دو احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو نیک ہستیوں کا سلام پہنچانے کی کیا اہمیت ہے اور اُس کی کیا برکات ہیں۔ نیز اس کے لئے کیا کوشش اور تگ و دَو کرنی ہوتی ہے۔

پیارے بھائیو! اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس تقریر کے عنوان میں بیان مضمون کے دو حصوں کی کیا اہمیت اور افادیت ہے۔ نمبر ایک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی اہمیت اور دوم۔ خطبہ امام جماعتِ احمدیہ کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو قرآن کریم میں یہ ہدایت دی ہے کہ اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ (سلام) پیش کرے تو اس سے بہتر Return کرو یا کم از کم وہی واپس لوٹا دو یہ اتنا اہم اور بابرکت حکمِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر سلامتی بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے گھروں میں داخل ہونے سے قبل السلام علیکم کہہ کر اجازت لینے کے متعلق ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النور:28)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

پھر اسی طرح اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی ہدایت یوں دی:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (النور:62)

یعنی جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سلام کو عام کرنے، اِسے معاشرے میں رواج دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ

(مسلم کتاب الایمان)

کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر سلام کو رواج دینے کو آپس میں محبت بڑھنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

ایک موقع پر گھروں میں سلام کرکے داخل ہونے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اپنے نفس پر سلامتی بھیج کر ایک بار سورۃ اخلاص پڑھنے کا ذکر کرکے فرمایا۔ اِس سے محتاجی دُور ہوتی ہے۔

(روح البیان تفسیر سورۃ اخلاص)

پیارے سامعین! اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سلامتی دینے کا بہترین طریق یا بہترین الفاظ کیا ہیں تو اِس سلسلہ میں محسنِ اعظم حضرت **محمد** مصطفیٰ صلی اللہ علی وسلم نے السلام علیکم کے مبارک الفاظ سے سلامتی بھیجنے کی تلقین فرمائی۔ ایک دفعہ کسی شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اندر آنے کی اجازت "اندر آجاؤں" کے الفاظ سے چاہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھجوایا کہ اِستِیئذَان چاہنے کے لئے "السلام علیکم" کہا کرو۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت کَلدہ بن حنبلؓ ایک دفعہ السلام علیکم کہے بغیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آگئے۔ آپؐ نے فرمایا واپس جاؤ اور السلام علیکم کہہ کر پوچھو مَیں اندر آجاؤں؟۔(ابوداؤد کتاب الادب) حتّٰی کہ آپؐ نے فرمایا کہ تین دفعہ السلام علیکم کہہ کر اجازت چاہو۔ اگر جواب نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ ایسا حکم تو قرآن کریم میں بھی ہے کہ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک صحابی نے قرآنی احکام کی فہرست تیار کر رکھی تھی تا اِن پر عمل پیرا ہوسکے۔ یہی ایک حکم کی تعمیل میں اُس صحابی نے مدینہ کے گھر گھر کی کنڈی کھٹکھٹائی کہ کسی گھر سے اندر سے یہ آواز آئے کہ لوٹ جاؤ تو مَیں لوٹ آؤں اور یوں اِس حکم کی بھی تعمیل ہوسکے۔ مگر ایسا نہ ہوسکا۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود صفحہ 37)

سامعین! السلام علیکم کے الفاظ سے سلامتی دینے کی یا اجازت لینے کے بات چل رہی ہے۔ اس ضمن میں ایک روایت بیان کرنا ضروری محسوس ہوتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ آپ نے فرمایا عَشْرٌ دوسرا آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ آپ نے فرمایا عِشْرُوْنَ۔ تیسرا آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے فرمایا ثَلٰثُوْنَ۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا اس کے نام دس نیکیاں ہیں۔ جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہا اس کے نام بیس نیکیاں ہیں اور جس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہا اس کے نام تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

(ترمذی ابواب الاستذان والادب باب ما ذکر فی فضل السلام)

سامعین! ایک دوسرے پر السلام علیکم کہہ کر سلامتی بھیجنا دراصل اسلامی شعار ہے۔ ایک بندے کی اپنے رب سے ملاقات کے وقت جو تحفہ اور دُعا بندے کو ملے گی وہ یہی سلام کا تحفہ ہوگا۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو سلام کہتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ملائکہ کی جماعت کو سلام کہنے کا کہا۔ چنانچہ انہوں نے فرشتوں کو السلام علیکم کہا۔ جس پر فرشتوں نے جوابًا کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا)(بخاری کتاب الاستیذان باب بدء السلام)۔ یہی واقعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے بھی ذکر فرمایا کہ فرشتے جوابًا ورحمۃ اللہ زائد کہتے ہیں۔

پیارے بھائیو! انبیاء اور فرشتوں میں السلام علیکم اور وعلیکم السلام کے تبادلوں کا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ آئیں! ایک اور رنگ میں اِس کا جائزہ لیں۔ معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے حضور لے گئے تو حضرت **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے حبیب کبریاء کی شان وعظمت میں اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ کے کلمات کو قبول فرماتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کے یہ دعائیہ الفاظ کہے کہ اے نبی! ہر قسم کی سلامتی تجھ پر ہمیشہ نازل ہوتی رہے اور اللہ کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں بھی تجھ پر نازل ہوں۔

(آداب حیات از لجنہ کراچی صفحہ:205)

آدابِ السلام علیکم

سامعین! السلام علیکم کہنے اور ایک دوسرے سے سلامتی چاہنے کے کچھ آداب احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔

1۔ سوار والا پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے شخص کو اور کم تعداد کے لوگ زیادہ تعداد کے لوگوں کو السلام علیکم کہیں۔

(بخاری کتاب الاستیذان)

2۔ جب بھی ایک دوسرے کو دیکھیں تو سلام کریں۔ خواہ ایک مختصر سی غَیْبُوبَت کے بعد ملاقات ہو۔ فرمایا کہ اگر دو اشخاص کے چلتے چلتے ایک بڑا پتھر، دیوار یا درخت درمیان میں حائل ہو جائے تو دوبارہ ملتے وقت ایک دوسرے کو سلامتی بھیجیں۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

3۔ سلامتی بھیجنے میں پہل کرنی چاہئے۔ جو پہل کرے وہ اللہ کے نزدیک ہوتا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

ہماری جماعت میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کرنے میں سبقت لے جانے کی کوشش میں رہتے تھے بالخصوص حضرت مولوی شیر علیؓ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کسی کو پہلے سلام کرنے کا موقع نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ نوجوان آپ سے پہلے سلام لینے کا تہیہ کر کے ایک کونے میں چھپ گئے کہ ابھی نماز کے لئے مولوی صاحب کا گزر یہاں سے ہو گا تو ہم پہلے سلام کر لیں گے۔ مولوی صاحب نے نماز پر آتے اپنی خداداد صلاحیتوں کے تحت بھانپ لیا کہ یہاں لڑکے چھپے ہوئے ہیں آپ نے دور سے ہی اِن نوجوانوں کو سلام کر کے حیران کر دیا۔

میرے بھائیو! شیخ محمد علی آف مسانیاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نماز فجر باجماعت ادا نہ کر سکا تو مَیں نے نماز گھر پر ہی ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد مَیں کسی کام سے بازار کی طرف آرہا تھا کہ دارالانوار کے راستے پر حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے آتے دکھائی دئے۔ مَیں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ آج تو مَیں ضرور حضرت مولوی صاحب سے سلام کرنے میں سبقت لے جاؤں گا۔ ابھی اپنے اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی فکر میں ہی تھا کہ حضرت مولوی صاحب نے حسب دستور کافی فاصلے سے بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا۔ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ حضرت مولوی صاحب مصافحہ کرتے ہی فرمانے لگے۔ شیخ صاحب! اگر انسان نماز باجماعت ادا کرنے سے رہ جائے تو اُسے وہ نماز مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے۔ مَیں حضرت مولوی صاحب کی اس فراست پر حیران رہ گیا کہ کس طرح انہوں نے میرے ذکر کئے بغیر میری اس غفلت کو بھانپ لیا۔

(نجم الہدیٰ سوانح حضرت مولوی شیر علیؓ صفحہ 70)

جو پہلے بڑھ کر کسی کو سلام بولے گا
خدا سے اجر زیادہ وہ شخص لے لے گا

4۔ ہر کس و ناقص اور واقف اور ناواقف دونوں کو سلام کرنا چاہئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ کہ سب کو سلام کہو خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف۔

(بخاری حدیقۃ الصالحین صفحہ: 482)

ہے رکھنا یاد یہ قول نبیؐ سلام کہیں
کوئی شناسا ہو یا اجنبی سلام کہیں

5۔ مجلس میں جب کوئی شخص شامل ہو تو السلام علیکم کہہ کر شامل ہو اور اگر مجلس کو چھوڑ کر جانا چاہتا ہے تو السلام علیکم کہہ کر جائے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

6۔ بڑا چھوٹے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔

(تجرید بخاری)

7۔اہل کتاب کے سلام کے جواب میں "وعلیکم" کہنا چاہئے۔

(بخاری کتاب الاستیذان)

8۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا اے بیٹے! جب تم گھر جاؤ تو سلام کہو۔یوں تجھے بھی برکت ملے گی اور تیرے خاندان کو بھی۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ:483)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اس زمانے میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے۔وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کیلئے پیدا کیے گئے ہیں دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبّر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں۔اگر ایک غریب اُن کو السلام علیکم کہے تو اُس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔حالانکہ پہلے زمانے کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں اپنی کوئی کسرِ شان نہیں سمجھتے تھے۔مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں پھر بھی بے جا تکبّر نے ان کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے، جو سلامت رہنے کے لئے ایک دعا ہے، حقیر کر کے دکھایا ہے۔پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 327)

حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بسم اللہ اور السلام علیکم لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔مَیں نے کوئی خط آپ کا بغیر بسم اللہ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود السلام علیکم لکھا گیا۔جسے آپ نے کاٹ دیا۔لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اُسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 270، روایت نمبر 299)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اے ایمان والو! اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں اطلاع واجازت کے بنا کبھی نہ جائیو۔بے اجازت واطلاع جانا وحشیوں کا کام ہے بلکہ سلام کہہ کر اجازت لو (اگر اتفاقاً وہ نہ سُنے تو تین بار پوچھو، حدیث میں ہے) یہ عمدہ باتیں ہیں اور اسی لیے بتائی جاتی ہیں کہ اِن پر عمل کرو۔"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 211-212)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو سلام کہو جو ان مکانوں میں رہتے ہیں اور یاد رکھو کہ یہ سلام تمہارے منہ کا سلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بہت بڑا تحفہ ہے۔یعنی سلام کا لفظ بظاہر تو بہت معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن ہے بڑے عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والا۔کیونکہ سلام کے لفظ کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے۔پس جب تم کسی بھائی کو سلام کہتے ہو تو تم نہیں کہتے بلکہ خدا تعالیٰ کی دعا اسے پہنچاتے ہو۔فرمایا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ عموماً ہمارے ملک میں لوگ اپنے گھروں میں داخل ہوتے وقت السلام علیکم نہیں کہتے۔گویا ان کے نزدیک ایک دوسرے کے لئے تو یہ دعا ہے لیکن اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے لئے نہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب بھی وہ اپنے گھروں میں جائیں السلام علیکم کہیں۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 267)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ سلام آپس کی محبت اور پیار بڑھاتا ہے اور فتنوں کو دور کرتا ہے یونہی نہیں تھا۔السلام علیکم وہ سلامتی ہے جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور جو ملائکہ چاروں طرف سے جنتیوں کو دیں گے۔اس سے اسی سلامتی کی طرف اشارہ ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"اسی طرح خدا اور اس کے رسولؐ نے ہمیں یہ بھی فرمایا ہے جب بھی چلتے پھرتے ہم ایک دوسرے کے سامنے آئیں تو آپس میں السلام علیکم کہیں.....مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا اور مدرسہ احمدیہ میں پڑھا کرتا تھا۔ ہم دوست آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کسی دوست کو یہ موقع نہیں دیتے کہ وہ انہیں السلام علیکم کہے۔ باہر چلتے پھرتے جب بھی ان کی کسی پر نظر پڑتی وہ اسے پہلے السلام علیکم کہہ دیتے تھے۔"

(خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 348-349)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"آپس میں سلام کو رواج دیں أفشو السلام (ترمذی کتاب الطعمة حدیث نمبر 1777) کسی کو جانیں یا نہ جانیں اس کو سلام کہیں اور آپ کی طرف سے سلام کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم میری طرف سے امن میں ہو، تمہیں میری طرف سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ تو ایک دعا بھی ہے اور ایک یقین دہانی بھی کہ اللہ کے فضل نے ہمیں وہ جماعت بنادیا ہے جو لوگوں کی بھلائی کے لیے بنائی گئی ہے اور ہم سے کسی کو کوئی شر نہیں پہنچ سکتا۔"

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 451 افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ 1998ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جہاں احمدی اکٹھے ہوں وہاں تو سلام کو رواج دیں۔ خاص طور پر ربوہ، قادیان میں۔ اور بعض اور شہروں میں بھی اکٹھی احمدی آبادیاں ہیں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا رواج دینا چاہئے۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ ربوہ کے بچوں کو کہا تھا کہ اگر بچے یاد سے اس کو رواج دیں گے تو بڑوں کو بھی عادت پڑ جائے گی۔ پھر اسی طرح واقفین نو بچے ہیں۔ ہمارے جامعہ نئے کھل رہے ہیں ان کے طلباء ہیں اگر یہ سب اس کو رواج دینا شروع کریں اور ان کی یہ ایک انفرادیت بن جائے کہ یہ سلام کہنے والے ہیں تو ہر طرف سلام کا رواج بڑی آسانی سے پیدا ہو سکتا ہے اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔"

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 636)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اب اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے جو اخلاق کے معیاروں کو اونچا کرنے کے لئے بھی ضروری ہے، فساد اور شکوک و شبہات کو ختم کرنے کے لئے بھی ضروری ہے اور ایک دعا بھی ہے جس سے ایک دوسرے کے لئے پیار و محبت کے جذبات ابھرتے ہیں اور یہ حکم اُس وقت سَلَام کہنے کا ہے جب تم کسی کے گھر جاؤ۔ بجائے اطلاع دینے کے، دوسرے طریقے اپنانے کے، بہترین طریقہ کسی کے گھر پہنچ کر اطلاع دینے کا یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ گھر والوں کو اونچی آواز میں سَلَام کیا جائے۔ بعض امیر لوگ جن کی بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں یا ایسے بھی گھروں والے ہیں جن کے گھروں میں گھنٹی بجنے کی آواز نہیں پہنچ سکتی تو انہوں نے گیٹ پر فون لگائے ہوتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ سے پیغام پہنچایا جائے۔ اگر گھنٹی بجائی ہے تو جب بھی گھر والا پوچھے تو پہلے سَلَام کیا جائے پھر نام بتایا جائے۔ یہ ایک ایسا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا. ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النور:28) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو، یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیجو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔ اور یہ سلام بھیجنا بھی ایک دعا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے...اب سلامتی پھیلانے کے لئے یہ بڑا پُر حکمت حکم ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کس طرح مومنین کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ اونچی آواز میں سَلَام کرنے سے اجازت کا عندیہ لیا جائے گا۔ اگر اجازت مل جاتی ہے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ اگر اہل خانہ اپنی مصروفیت یا کسی اور وجوہات کی بنا پر ملنا نہیں چاہتے تو دوسری جگہ حکم ہے کہ پھر بغیر بُرا منائے واپس آجاؤ۔ ہمارے معاشرے میں بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ جواب نہ آئے تو مزید تجسّس کرتے ہیں، بعض دفعہ تاکا جھانکی تک کر لیتے ہیں تو یہ بڑی بری عادت ہے۔ اس سے بعض دفعہ فساد پھیلتے ہیں۔ بعض بے تکلف دوست ہوتے ہیں تو بعض دفعہ بغیر آواز دیئے یا سلام کئے ایک شخص کسی دوسرے کے گھر میں بے تکلفی کی وجہ سے چلا جاتا ہے، گھر والے اُس وقت ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی داخل ہو۔ اس سے پھر رنجشیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ آج کل بھی ایسے معاملات سامنے آتے ہیں کہ ان بے تکلفیوں کی وجہ سے، ایک دوسرے کے

گھر آنے جانے کی وجہ سے یہ بے تکلّفیاں بغیر اطلاع کے آنے سے ناراضگیوں میں بدل جاتی ہیں۔ جب مرد کسی کے گھر جاتے ہیں اور جس مرد کو ملنے کے لئے گئے ہیں اگر وہ گھر پر نہیں ہے تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ واپس آ جائیں، اسی سے سلامتی پھیلتی ہے اور دو گھر بدظنیوں سے بچ جاتے ہیں۔ گھر کے دوسرے فرد یا افراد کو مجبور نہیں کرنا چاہئے کہ دروازہ کھولو، ہم نے ضرور اندر بیٹھنا ہے اور جب تک صاحب خانہ یا وہ مرد گھر نہیں آ جاتا ہم اس کا انتظار کریں گے۔ سوائے اس کے گھر کے کوئی قریبی محرم رشتہ دار ہوں، غیروں کا تو کوئی تعلق نہیں جتنی مرضی قریبی دوستیاں ہوں۔ اس سے بہت ساری تہمتوں سے انسان بچ جاتا ہے، بہت سارے شکوک سے انسان بچ جاتا ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی باتوں سے اس گھر میں آنے والا بھی اور گھر والے بھی بچ جاتے ہیں، بہت سی بدظنیوں سے بچ جاتے ہیں۔ تو یہ سَلَام پہنچانے کا طریق اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایک دوسرے کے لئے سلامتی طلب کی جائے اور سَلَام کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ آفات سے بچنا۔ پس سلام کا یہ رواج دونوں کو، آنے والے کو بھی اور گھر والوں کو بھی بہت سی آفتوں اور مشکلوں سے بچا لیتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 25 مئی 2007ء)

پس سلام کے معانی امن و سلامتی اور رحمت و برکت کے ہیں۔ یہ وہ عظیم الشان دُعا اور تحفہ ہے جو السَّلَام خدا نے حضرت محمدؐ کو عطا کیا۔ اِس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی خاطر کثرت سے یہ دُعا کرنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذُوْالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (ترمذی ابواب الصلوۃ)

کہ اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے۔ تجھ سے ہی سلامتی مانگی جاتی ہے۔ اے عزت اور جلال والے خدا! تو بڑا ہی بابرکت ہے۔

سامعین! اس مضمون میں دوسری بات یعنی خطباتِ امام کو باقاعدگی سے سننے کی اہمیت کا تعلق ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اس طرف بہت توجہ کریں، اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آ رہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر لاکھوں ڈالر ہر سال خرچ کرتی ہے اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افراد جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے..... ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 18 اکتوبر 2013ء)

سامعین! حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ ایک بادشاہ محمود غزنوی کا ایک خاص جرنیل ایاز جو انتہائی وفادار تھا۔ ایک دفعہ ایک معرکے سے واپسی پر جب بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ جا رہا تھا تو اس نے ایک جگہ پڑاؤ کے بعد دیکھا کہ ایاز اپنے دستے کے ساتھ غائب ہے۔ تو اس نے باقی جرنیلوں سے پوچھا کہ وہ کہاں گیا ہے تو ارد گرد کے جو دوسرے لوگ خوشامد پسند تھے اور ہر وقت اس کوشش میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس کو بادشاہ کی نظروں سے گرایا جائے اور ایاز کے عیب تلاش کرتے رہتے تھے تو انہوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا کہ بادشاہ کو اس سے بدظن کریں۔ کچھ دیر بعد وہ کمانڈر اپنے دستے کے ساتھ واپس آ رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک قیدی بھی ہے۔ تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے۔ اس نے بتایا کہ بادشاہ سلامت! مَیں نے دیکھا کہ آپ کی نظر بار بار سامنے والے پہاڑ کی طرف اُٹھ رہی تھی تو مجھے خیال آیا ضرور کوئی بات ہو گی مجھے چیک کر لینا چاہئے، جائزہ لینا چاہئے، تو جب مَیں گیا تو مَیں نے دیکھا کہ یہ شخص جس کو مَیں قیدی بنا کر لایا ہوں ایک پتھر کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھی تاکہ جب بادشاہ کا وہاں سے گزر ہو تو وہ تیر کا وار آپ پر چلائے۔

تو اس واقعہ سے ایک سبق بدظنی کے علاوہ بھی ملتا ہے کہ **ایاز ہر وقت بادشاہ پر نظر رکھتا تھا۔ ہر اشارے کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ پس یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے بیعت اور محبت کا دعویٰ ہے اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے اور اس کے ہر اشارے اور حکم پر عمل کرنے کے لئے ہر احمدی کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر حکم کو ماننے کے لئے بلکہ ہر اشارے کو سمجھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔**"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2006ء)

فرمایا:

"ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو...مختلف ممالک سے احمدیوں کے، جو وہاں کے مقامی احمدی ہیں، خطوط بڑی کثرت سے آنے لگ گئے ہیں کہ خطبات نے ہم پر مثبت اثر کرنا شروع کر دیا ہے اور بعض اوقات تربیتی خطبات پر یوں لگتا ہے کہ جیسے خاص طور پر ہمارے حالات دیکھ کر ہمارے لئے دیئے جارہے ہیں۔ بلکہ شادی بیاہ کی رسوم پر جب میں نے خطبہ دیا تھا تو اس وقت بھی خط آئے کہ ان رسوم نے ہمیں بھی جکڑا ہوا ہے اور خطبہ نے ہمارے لئے بہت سا تربیتی سامان مہیا فرمایا ہے۔ تو جو احمدی اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ ہم نے خلیفہ وقت کی آواز کو سننا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی ہے، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے وہ نہ صرف شوق سے خطبات سنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ہی ان کا مخاطب سمجھتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اپریل 2010ء)

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں جب خطبے یا تقریر میں کوئی بات کرتا ہوں تو بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ یہ ہدایت صرف اس جگہ کے لئے ہے جہاں خطاب ہو رہا ہے۔ ایک احمدی کا یہ رویّہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی بھی احمدی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مَیں جس ملک میں خطبہ یا تقریر میں کوئی بات کروں جو خدا تعالیٰ کی تعلیم کے حوالے سے ہے تو وہ صرف اسی ملک کے لئے ہے۔ بلکہ جہاں جہاں بھی احمدی موجود ہیں وہ سب اس کے مخاطب ہوتے ہیں۔ جب ہم یہ سمجھیں گے تو تبھی ہم میں یک رنگی پیدا ہوگی اور تبھی ہم ایک رب العالمین کے ماننے والے کہلا سکیں گے.... پہلے وقتوں میں تو شاید بعض خاص جگہوں کے لئے بعض باتیں کہی جاتی ہوں لیکن اب تو دنیا ہر جگہ قریبی رابطے ہونے کی وجہ سے ایک ہو گئی ہے اس لئے برائیاں بھی تقریباً مشترک ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمیں MTA کی نعمت سے نوازا ہے تاکہ اس رب جو رب العالمین ہے کی تعلیم سے ہٹنے والوں کو فوری طور پر توجہ دلائی جا سکے۔ اگر ایک جگہ برائی پھیل رہی ہے تو نیکی بھی فوری طور پر اس جگہ پہنچ جانی چاہئے۔ پس ہر احمدی جہاں کہیں بھی ہو، اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ وَاُمِرتُ اَن اُسلِمَ لِرَبِّ العٰلَمِین یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے ربّ کا کامل فرمانبردار ہو جاؤں، کا مخاطب ہے تو پھر وہ باتیں جو ہمارے ربّ نے ہمیں بتائی ہیں، جو میں نے اپنے خطبے اور تقریر میں بیان کی ہیں اور جو مختلف وقتوں میں بیان کرتا ہوں وہ دنیا میں ہر جگہ کے احمدی کے لئے ہیں۔ اس لئے عمل نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کرنے چاہئیں بلکہ ہر ایک کو اس کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔ جب کامل اطاعت اور فرمانبرداری اور اللہ کے حکموں پر عمل کرنے اور اس کی عبادت کی طرف توجہ رہے گی تو تبھی ہم اپنے ربّ کو مخاطب کر کے نیکوں کے ساتھ وفات کے وقت شامل ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے، یہ دعا کر رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ہمیں اپنے تمام احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما تاکہ ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جو کامل فرمانبردار ہوں اور صرف تیری عبادت کرنے والے ہوں اور جو فَادخُلِي فِي عِبَادِي وَادخُلِي جَنَّتِي (الفجر: 31-30) کے انعام کے حاصل کرنے والے ہوں۔"

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 597-598)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)